زہیر ابن ابی سُلمیٰ
عہد جاہلیت میں فکر سلیم کا پیامی
(۱)

- توقیر عالم فلاحی، علی گڑھ -

فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے جاہلی دور انتہائی عروج کی منزل پر ہے۔ حد نگاہ تک پھیلا ہوا صحرا، تیز و تند آندھیاں، چمکتے چاند اور روشن ستارے پر ہول راتیں اور مست آور صبحیں، فراق یار اور دیار محبوب جاہلی شاعری کے وہ اسباب و محرکات ہیں جن کی مدد سے ہر جاہلی شاعر شعر و ادب کی آماجگاہ میں نبرد آزمائی کا مظاہرہ کرتا ہے اور اس کے وسیع و عریض میدان میں بے غل و غش گھومتا نظر آتا ہے۔ یہ شاعری کے شہسواروں میں امرؤالقیس، نابغہ ذبیانی، عمرو بن کلثوم، لبید، عنترہ، اور اعشیٰ، تابط شرا، علقمہ اور شنفری ایسی نمایاں ترین ہستیاں ہیں جن کے وجود سے جاہلی شاعری عبارت ہے، اسی شعر و شاعری کے کارواں کا ایک عظیم ترین نمائندہ زہیر بن ابی سُلمیٰ ہے جس کی شاعری کے مطالعہ سے جاہلی شاعری سے متعلق بہت ساری غلط فہمیوں کا قلعہ زمیں بوس ہو جاتا ہے، اور پھر یہ طہارت و پاکیزگی کا جامہ زیب تن کرتے ہوئے مقصدیت کی راہ پر گامزن ہوتی نظر آتی ہے۔

زہیر قبیلہ غطفان میں پیدا ہوا۔ پرورش و پرداخت بھی یہیں ہوئی۔ لیکن زہیر کے جن حالات زندگی سے بھی واقفیت ہوتی ہے ان کا تعلق قبیلہ مزینہ سے ہے (۱۱) اس لئے اس کا انتساب قبیلہ مزینہ کی طرف ہی ہوتا ہے، ہاں ابن قتیبہ نے اسے قبیلہ غطفان کی طرف منسوب کیا ہے۔ نیز ابن حزم الاندلسی نے بھی اپنی کتاب "جمہرۃ اللغۃ" میں غطفان کی طرف ہی منسوب کیا ہے (۱۲) زہیر کی پرورش ایسے گھرانے میں ہوئی جو شعروشاعری کے معاملے میں حاذق و ماہر تھا۔ اس کے باپ، خالو اور اس کی دونوں بہنیں سلمیٰ اور خنساء بھی شاعرہ تھیں، اس کے دو بیٹے بجیر اور کعب نیز دو پوتے عقبہ اور سعید بھی شاعر تھے۔

اس میں شبہ نہیں کہ زہیر جاہلی شاعری کا اہم ستون تھا، لیکن اس کی شاعری سے متعلق دوسری معلومات اس وقت تک تشنہ رہے گی جب تک اس کے دور اور ماحول سے واقفیت حاصل نہ کر لی جائے۔ چنانچہ زہیر کی شاعری کے پیچ وخم اور مقدمات و موخرات سے باخبر ہونے کے لئے پورا جاہلی معاشرہ پیش نظر ہو۔ خدا کی خدائی میں دوسروں کو شریک کرنا، ظلم و جور اور قتل و غارتگری کے ذریعہ دلوں کی بھڑاس مٹانا اور بتوں کی پرستش کرنا، جاہلی عرب کے رگ و ریشے میں موجود تھا۔ قبیلہ ذبیان وغیرہ ان قبائل میں سے تھے جو زمانہ جاہلیت میں عزیٰ کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اور کہا جاتا ہے کہ ایک درخت تھا۔ جس کے ارد گرد کعبہ تھا وہ اس کا حج کیا کرتے تھے۔ اور قربانیاں پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے لیکن جہالت کی شب تاریک میں زہیر بن ابی سلمیٰ قندیل بن کر سامنے آتا ہے۔ ڈاکٹر شوقی ضیف زہیر کے ماحول کی تصویر کشی ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ (۱۳)

ان الایام التی عاشها زهیر فی عشیرة اخوالہ الذبیانیین لم تکن ایام استقرار وأمن انما کانت ایام حروب وسفك الدماء، مما کانت تشق العادات ودائما تجیش القلوب بالاضغان

تقتل السیوف وتقطع الرقاب ویعودون من حروبھم دائما الی رعی الابل والاغنام والی صید بعض الحیوان ۔

ترجمہ :۔ زہیر کے وہ ایام جو ذبیانی بھائیوں کے خاندان میں گذرے امن وامان اور چین وسکون کے نہ تھے ۔ بلکہ جنگ وجدال اور خونریزی کے تھے ۔ ہمیشہ حملے ہوا کرتے تھے دلوں میں ہیجان برپا رہتا تھا ۔ چنانچہ تلواریں نیام سے باہر آتی تھیں اور گردن ناپ دیئے جاتے تھے ۔ جنگوں سے فراغت کے بعد اونٹوں اور بکریوں کے چرانے اور بعض جانوروں کے شکار میں لگ جاتے تھے ۔

ان حالات میں زہیر کا عدل وانصاف اور امن وامان کی آواز لگانا ۔ خدائے ذوالجلال کا تذکیر وتلقین اور یوم آخرت کی تنبیہ یہ تمام اقدامات جاہلی فکرو خیال سے انحراف کے غماز ہیں ۔ اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہیں ہوگا ۔ کہ زہیر کے شاعرانہ مذاق ومہارت میں اس کے خالو بشامہ بن غدیر کا بڑا ہاتھ ہے یہ بڑا مالدار ، صحیح الرائے اور نیک سیرت آدمی تھا ، بنو غطفان جب کبھی لڑائی لڑتے تو اس سے مشورہ لینے آتے ۔ اور لوٹتے تو مشوروں پر ایسے عمل پیرا ہوتے جیسے قسم کھاکر کوئی کام کرنے والا شخص چونکہ یہ بنوغطفان کا معزز شخص تھا ۔ اس لئے لوگ معاملات میں مشوروں کے لئے حاشیہ نشینی اختیار کئے رہے ۔ زہیر نے بھی اپنی شاعری کی مشق وتمرین اور تہذیب وتربیت کے لئے بشامہ بن الغدیر کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا ۔ ایک روایت میں ہے کہ موت کے وقت اپنے اہل وعیال میں مال تقسیم کرنے لگا ۔ اور زہیر سے اس نے کہا میں تم کو مال سے بھی افضل چیز تمہیں دوں گا ۔ زہیر نے پوچھا وہ کیا ؟ تو اس نے کہا میں اپنا شعر ا در حقیقت تو یہ ہے کہ اس نے محض مال اور شاعری ہی ورثے میں نہیں پایا ، بلکہ اسے اخلاق فاضلہ کی دولت بھی ملی ۔ (۵)

زہیر کے اشعار کی پاکیزگی ومہارت کو دیکھ کر یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ زہیر

دور جاہلیت کے ان فرزندوں میں ہے۔ جو عبادات اور پرستش کے معاملے میں جاہلی عادات واطوار سے نبرد آزما تھے۔ جیسے ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو بن نفیل اور عبید اللہ ابن جحش یہ لوگ بتوں کو پوجتے تھے اور نہ ہی ان کا ذبیحہ کھاتے تھے۔ لیکن یہ کہنا کہ زہیر عیسائی تھا۔ اس کے اندر صداقت نہیں ہے بشاعری میں ستھرے خیالات اور پاکیزہ فکر کی جھلکیاں اس پر دلیل نہیں بن سکتیں ہاں اُسے حنفاء میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ (۶)

شعر و شاعری کے معاملے میں تمام مورخین اور ناقدوں کے بقول زہیر اولیت کا مقام رکھنے والے تین شعراء میں سے ہے جن میں ایک ہونے پر تو سب کا اتفاق ہے ہاں وہ اپنے دونوں رقیبوں نابغہ اور امرؤالقیس [illegible]ادہ ہے یا نہیں۔ اس میں اختلاف ہے۔ (۷)

امرؤالقیس، نابغہ اور اعشی بلاشبہ شعر جاہلی کے ستونوں میں ہیں اور اس میں بھی شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ انہوں نے خاص اصناف شاعری میں دور جاہلیت کی بھرپور نمائندگی کی ہے۔ امرؤالقیس وصف گوئی میں، نابغہ معذرت خواہی میں اور اعشی مدح وستائش میں۔ ان تمام اصناف میں جاہلی فکر ہمہ وقت ناطق نظر آتی ہے لیکن جب زہیر کی شاعری کا مطالعہ کیا جائے تو چند ایسے گوشے نکھر کر سامنے آتے ہیں جن کی روشنی میں زہیر ایک طرف جاہلی شاعری کا سچا نمائندہ نظر آتا ہے۔ اور دوسری طرف ایک مخصوص فکر کا علمبردار اور پیش رو دکھائی دیتا ہے۔

زہیر کی شاعری میں مقصدیت کبھی ختم نہیں ہوتی۔ دور از کار اور فضول باتوں سے گریز کرتے ہوتے تھوڑے سے الفاظ سے بہت سے معانی اور مطالب [illegible] کر دیتا ہے۔ اس طرح اس کا کلام حسن ایجاز کا مرقع ہوتا ہے۔

اس کا یہ شعر دیکھا جائے۔

فما یک من خیر أتوہ فانما — توارثہ آباء آباءھم قبل

وہ لوگ جس قسم کی شکیبائی بھی کرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ان کے آباء و اجداد سے ورثہ میں پایا تھا یعنی یہ کہ نیکی اور بھلائی ان کی موروثی چیز ہے ۔

اس کی شاعری کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مدحیہ قصائد میں کذب و ابطال کو دخل نہیں ہوتا ، لفظی شکوہ اور معنوی رفعت و بلندی اس کے قصائد پر چھائی رہتی ہے ۔ پھر بھی زیادہ سے زیادہ اس کے کلام میں پیچیدگی نہیں ہوتی ہے ۔ اور نحش کلام سے کنارہ کش رہتا ہے ۔ پاک مدحا کے سلسلے سے متعلق زہیر کے قدرت کلام اور جدت طرازی کا نمونہ ہرم بن سنان سے متعلق کہے گئے یہ اشعار ہیں ۔

وابیض فیاض یداہ غمامۃ   علی معتفیہ ما تغب فواضلہ

اخی ثقۃ لا یھلک الخمر مالہ   ولکنہ قد یھلک المال نائلہ

تراہ اذا ما جئتہ متھللاً   کانک تعطیہ الذی انت سائلہ

ترجمہ :۔ ہرم بن سنان نقائص سے دور اور عیوب سے پاک ہے ، وہ بڑا ہی سخی ہے ، اس کے ہاتھ اس سے مدد مانگنے والے کے لئے اس بادل کی طرح ہیں جس کی عطا بخشوں اور نوازشوں کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا ، وہ قابل بھروسہ ہے شراب اس کے مال و متاع کو ختم نہیں کرتی ہاں اس کا مال پانے والا اس کے مال کو ختم کر دیتا ہے ۔ تم جب اس کے پاس کچھ مانگنے کے لیے آؤ تو تم اسے ایسا ہشاش بشاش پاؤ گے گویا کہ تم مانگ نہیں رہے ہو بلکہ تم خود [illegible] رہے ہو ۔

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ لفظی و معنوی تعقید سے گریز کرتا ہے ۔ ثقیل ، بھونڈے اور نامانوس الفاظ اس کی شاعری میں جگہ نہیں پاتے ۔ کیونکہ شعر کی تراش خراش اور تہذیب و تربیت کی طرف خاص توجہ دیتا تھا ۔ اشعار کی تراش خراش سے متعلق [illegible] زہیر کے سلسلے میں یہ روایت کی جاتی ہے ۔ کہ وہ قصیدہ کے نظم کرنے میں چار ماہ اس کی تنقیح میں چار ماہ اور مخصوص لوگوں کو پڑھ کر سنانے میں چار ماہ لگاتا

تھا اور اس طرح ایک سال کے بعد ہی اس کی تشہیر ہو پاتی تھی۔ (۹)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا کہ کیا تم شاعروں کے شاعر کے کلام کی روایت کرتے ہو، میں نے کہا کہ وہ کون؟ تو بولے کہ وہ جو کہتا ہے ولو ان حمدا الخ میں نے کہا کہ وہ تو زہیر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں وہی شاعروں کا شاعر ہے۔ میں نے کہا کہ وہ کیسے؟ تو فرمایا کہ چونکہ وہ کلام میں تعقید نہیں کرتا تھا، اور نہ ایک مفہوم کو دوسرے مفہوم میں گڈمڈ کرتا تھا اور اس کے علاوہ نامانوس اور بھدے الفاظ سے پرہیز کرتا تھا۔ (۱۰)

تعریف و توصیف سے متعلق ایک شعر میں معنی انگیز بات کہتا ہے۔ زبان و ادب کے لحاظ سے اس کے اندر چاشنی اور دلآویزی ہوتی ہے۔ شعر دیکھیں۔

ولو ان حمدا یخلد الناس اخلدوا ولکن حمد الناس لیس بمخلد

ترجمہ: یعنی اگر حمد و ستائش لوگوں کو دوام بخشتی تو وہ دوام حاصل کر لیتے لیکن لوگوں کی تعریف دائمی نہیں ہوا کرتی۔ (جاری)

ہفت تماشائے مرزا قتیل

اٹھارویں صدی عیسوی میں شمالی ہند کی تہذیبی سرگرمیاں، سیاسیات شعر و شاعری مذہبی تحریکات اور سماجی رسوم کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے بے نظیر ذخیرہ۔

اصل کتاب مرزا محمد حسین قتیل کے قلم سے فارسی میں تھی۔ ڈاکٹر محمد عمر استاذ شعبۂ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی نے اس کو اردو ترجمہ کر کے اردو داں حضرات کے لئے قابل استفادہ بنادیا ہے۔

قیمت غیر مجلد -/15 مجلد -/25